دارالافتاء

بینک میں فریڈم اکاؤنٹ کھولنا

اور بینک سے قرض لینے یا دینے کا حکم!

ادارہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلمائے عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

ہم نے حبیب بینک میں ایک اکاؤنٹ فریڈم اکاؤنٹ کے نام سے کھولا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ بینک کو ہم ۲۵۰۰۰ (پچیس ہزار) روپے دیتے ہیں، جس کے عوض میں وہ ہمیں چند سہولتیں مفت فراہم کرتا ہے: ۱- چیک بک، ۲- اسٹیٹمنٹ، ۳- ایک شہر سے دوسرے شہر کو پیسے منتقل کرنے کی سہولت۔ (ان سب صورتوں میں ہم سے کوئی چارجز وصول نہیں کیے جاتے) نیز دوسرے لوگ بھی ہمارے اس فریڈم اکاؤنٹ سے مفت میں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن یہ سب سہولتیں اس بنیاد پر ہوتی ہیں کہ ہمارے ۲۵۰۰۰ (پچیس ہزار) روپے رکھے ہوئے ہیں، اگر مہینے میں ۲۵۰۰۰ (پچیس ہزار) روپے سے بیلنس کم ہوجائے (چاہے وہ ایک ہی دن کیوں نہ ہو) تو مذکورہ ماہ میں کسٹمر (یعنی گاہک) کی جانب سے کی جانے والی ہر ڈیبٹ ٹرانزیکشن پر ۵۸ روپے چارجز لاگو ہوں گے، یعنی اس مہینے میں جو سہولت بینک نے ہمیں دی تھی، وہ ختم کردیتا ہے اور پورے مہینے کے چارجز وصول کرلیتا ہے اور یہ بھی کہ اگر ہم کبھی اپنی رقم نکلوانا چاہیں تو پوری رقم ہمیں دی جاتی ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے:

۱:.....فریڈم اکاؤنٹ کھولنا اوراس کی سہولتوں سے فائدہ اٹھانا شریعت میں کیسا ہے؟

۲:.....اورکیا ہم بینک والوں سے قرض لے اوردے سکتے ہیں؟

۳:.....اورکیا ہم بینک والوں کا کھانا کھا سکتے ہیں؟

۴:.....اوربینک والوں کا مکان کرائے پر لے سکتے ہیں یانہیں؟

تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں۔

وضاحت:

ہماری جمع کردہ رقم پر کوئی سود نہیں لگتا، بلکہ ہمارے مطالبے کے وقت ہمیں جمع شدہ رقم ہی واپس کی جاتی ہے۔

مستفتی: عبدالجبار، سائٹ ٹاؤن کراچی

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

۱...... واضح رہے کہ بینک کے کرنٹ اکاؤنٹ میں جو رقم رکھی جاتی ہے، اس کی حیثیت قرض کی ہے، گویا صارف نے بینک کو قرض دیا ہوا ہے۔

دکتور عبدالرزاق سنہوری فرماتے ہیں:

”إذا كانت الوديعة مبلغاً من النقود أو أي شيئ آخر مما يهلك بالاستعمال، وكان المودع عنده مأذوناً له في استعماله اعتبر العقد قرضاً“۔ (الوسیط فی شرح القانون المدنی،عقد الودیعۃ،الفصل الرابع، ۷/۵۵۳،ط:داراحیاء التراث العربی)

آگے لکھتے ہیں:

”وأكثر ما ترد الوديعة الناقصة على ودائع النقود في المصارف حيث تنتقل ملكية النقود إلى المصرف ويرد مثلها بل ويدفع في بعض الأحيان فائدة عنها، فيكون العقد في هذه الحالة قرضاً أو حساباً جارياً ...... على أن هناك من الفقهاء من يميّز بين الوديعة الناقصة والقرض وسترىٰ فيما يلي إلاّ جدوىٰ من هذا التمييز“۔ (ایضاً،۷/۷۵۵)

آگے چل کر فیصلہ سناتے ہیں:

”والصحيح إذن أنه لامحل للتمييز بين الوديعة الناقصة والقرض“۔(ایضاً،۷/۷۵۷)

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں فریڈم اکاؤنٹ کھولنا جائز نہیں، کیونکہ اس اکاؤنٹ کو کھولنے کے لیے ضروری ہے کہ صارف کے اکاؤنٹ میں پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) روپے ہوں، یہ صارف کا بینک کو قرضہ دینا ہے اور اس کے ذریعہ درج ذیل فوائد حاصل کرتے ہیں: ۱-مفت چیک بکس، ۲-اسٹیٹمنٹ، ۳-مفت منی ٹرانسفر (ایک شہر سے دوسرے شہر رقم کی منتقلی)

حالانکہ قرض دے کر اس کے بدلہ فائدے حاصل کرنا جائز نہیں، اسے شریعت نے سود کہا ہے:

فتاویٰ شامی میں ہے:

”وفي الأشباه: كل قرض جر نفعاً حرام“۔(الدرالمختار،کتاب البیوع،فصل فی القرض،۵/۱۶۶،ط:سعید)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ فریڈم اکاؤنٹ کھولنا جائز نہیں، باوجود اس کے کہ وہ کرنٹ اکاؤنٹ ہے، کیونکہ یہ قرض منفعت کے ساتھ مشروط ہے۔

۲...... عام طور پر بینک سے قرضہ لینا اور اسے قرضہ دینا، سود کے معاملہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ سود کی اسلام میں کسی طور اجازت نہیں، لہٰذا ہر وہ قرض جو سود پر مشتمل ہو، اس کا لین دین حرام ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

''وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا''۔ (البقرۃ:۲۷۵)

ترجمہ:''حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کردیا ہے''۔(بیان القرآن)

نبی کریم ﷺ نے سود لینے والے اور دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

''عن جابرؓ قال: لعن رسول اللّٰه ﷺ آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهده وقال: هم سواء''۔ (مشکاۃ المصابیح،کتاب البیوع، باب الربا ۱/۲۴۴،ط:قدیمی)

ترجمہ:......''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے سود لینے والے پر، سود دینے والے پر، سودی لین دین کا کاغذ لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر، سب پر لعنت فرمائی ہے، نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ: یہ سب (اصل گناہ میں) برابر ہیں۔ (مظاہر حق جدید،۳/۶۸،ط:دارالاشاعت)

۳...... بینک میں کام کرنے والے ملازم کی آمدنی کا ذریعہ صرف بینک ہی ہو یا بینک کے علاوہ کوئی اور آمدنی کا ذریعہ بھی ہو، لیکن بینک کی کمائی زیادہ ہو تو ایسے لوگوں سے کھانے، پینے کی کوئی چیز لینا جائز نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''اٰكل الربا وكاسب الحرام أهدىٰ إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لايقبل ولايأكل مالم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالاً لابأس بقبول هديته والأكل منها، كذا في الملتقط''۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ، الباب الثانی عشر،۵/۳۴۳،ط:رشیدیۃ)

۴...... بینک والوں کا مکان کرائے پر لینا مکروہ ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

''رجل اكتسب مالاً من حرام ثم اشترى فهذا على خمسة أوجه: إما أن دفع تلك الدراهم إلى البائع أولاً، ثم اشترى منه بها أو اشترى قبل الدفع بها

ودفعها أو اشترى قبل الدفع بها ودفع غيرها أو اشترى مطلقاً ودفع تلك الدراهم أو اشترى بدراهم آخر ودفع تلك الدراهم...... وقال الكرخیؒ: فی الوجه الأول والثانی لایطیب فی الکل، لکن الفتوى الآن علی قول الكرخیؒ دفعاً للحرج عن الناس"۔ (ردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ۵/۲۳۵، ط: سعید)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
محمد عبدالمجید دین پوری	شعیب عالم	محمد عمران ممتاز
		متخصص فقہ اسلامی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی